مجمع البرکات

از جناب محمد عتیق الرحمٰن صاحب قاسمی ایم۔ اے۔ بی۔ ایچ۔ ڈی، خدا بخش لائبریری (پٹنہ) بہار۔

مجمع البرکات فقہی مسائل اور فتاویٰ کی کتاب ہے جو اورنگ زیب عالمگیرؒ بادشاہ کے زمانۂ حکومت میں لکھی گئی ہے۔ مندرجہ ذیل سطور میں اس کا تعارف و تبصرہ پیش کیا جاتا ہے۔

مؤلف | مجمع البرکات کے مؤلف شیخ ابوالبرکات بن حسام الدین دہلوی ہیں۔ تاریخی کتابوں اور تذکروں میں ان کی زندگی کے مفصل حالات نہیں ملتے ہیں۔ نزہۃ الخواطر میں صرف اس قدر لکھا ہے کہ وہ دہلی میں پیدا ہوئے، وہیں نشو ونما اور تعلیم و تربیت ہوئی۔ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے دورِ حکومت میں پہلے وہاں کے مفتی مقرر ہوئے پھر قاضی کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ مجمع البرکات کے نام سے دو ضخیم جلدوں میں ایک کتاب لکھی جو ۹ ذی الحجہ سنہ ۱۱۱۶ھ میں مکمل ہوئی۔ شمس التواریخ کے حوالہ سے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ فتاویٰ عالمگیری کے مرتبین و مؤلفین میں شریک تھے۔ اُن کی دینی و فقہی شخصیت کا تعارف سب سے پہلے اس طرح کیا گیا ہے:

الشیخ العالم الفقیہ المفتی ابوالبرکات بن حسام الدین بن سلطان بن هاشم بن رکن الدین بن جمال الدین الحنفی الدهلوی من کبار الفقهاء الحنفیة وکانت له ید طولی فی الفقه والاصول[1]

---

[1] نزہۃ الخواطر، ج ۶ ص ۴۔

بہر حال اس مختصر تعارف سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ شیخ ابوالبرکات اپنے زمانہ کے مشہور عالم دین تھے۔ خاص طور پر فقہ میں انھیں ایک اہم مقام حاصل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اورنگ زیب بادشاہ نے فتاویٰ عالمگیری کی تالیف و ترتیب کے وقت ہندوستان کے دیگر اہم علماء کے ساتھ انھیں بھی اس گراں قدر علمی کام کے لیے مدعو کیا۔

مولانا امتیاز علی خاں عرشی نے ان کا سن وفات ۱۱۳۰ھ لکھا ہے۔[۱]

نام کتاب | مؤلف نے مجمع البرکات کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ جب یہ کتاب مکمل ہو گئی تو اس کا نام انھوں نے عجائب البرکات رکھا اور پھر محمد یار خاں ناظم دارالخلافہ (دہلی) کی خدمت میں پیش کیا۔ وہ دیکھ کر نہایت خوش ہوئے۔ اور انھوں نے کہا کہ اس کا نام مجمع البرکات زیادہ موزوں ہو گا۔ چنانچہ مؤلف نے اس کے بعد یہی نام رکھ دیا۔ اور پھر اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کی خدمت میں تحفہ کے طور پر پیش کیا۔

سن تالیف | جیسا کہ اوپر نقل کیا گیا کہ نزہۃ الخواطر میں مجمع البرکات کا سن تالیف ۹ر ذی الحجہ ۱۱۱۶ھ لکھا ہے لیکن خدا بخش لائبریری پٹنہ کے موجودہ دو نسخوں (جن کی تفصیل آگے آرہی ہے) کے آخری صفحات کی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ یہ کتاب ۹ر ذی الحجہ ۱۱۰۱ھ میں لکھی گئی۔ اس کے علاوہ رضا لائبریری رام پور کے نسخہ میں جو سن تالیف دیا گیا ہے وہ بھی خدا بخش لائبریری کے نسخوں کی تائید کرتا ہے۔

معلوم نہیں مؤلف نزہۃ الخواطر نے کس نسخہ کو دیکھ کر ۹ر ذی الحجہ ۱۱۱۶ھ سن تالیف لکھا ہے لیکن موجودہ صورت میں ہمارے لیے تو خدا بخش لائبریری اور رضا لائبریری کے قلمی نسخوں کا بیان ہی قابل ترجیح ہے۔

نسخے | انتہائی تلاش و تحقیق کے باوجود اب تک مجھے مجمع البرکات کے چار قلمی نسخوں کا علم ہو سکا ہے۔ ایک نسخہ رضا لائبریری رام پور میں ہے اور تین نسخے خدا بخش لائبریری میں ہر ایک کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

---

[۱] رضا لائبریری کیٹلاگ ج ۳ ص ۳۳۴۔

نسخہ رام پور | یہ نسخہ ۲۰۷ اوراق پر مشتمل ہے۔ ہر صفحہ میں ۲۷ سطریں ہیں۔ اس کی کتابت ۱۱۱۷ھ میں ہوئی ہے اور اس کے کاتب کا نام عمر و بن میر ابوالاعلیٰ ابن میر یادگار حسین بخاری ہے۔ شروع کے ۵ اوراق میں فہرست ابواب ہے۔ یہ خطِ نسخ میں ہے۔ اس کا نمبر ۲۵۸۷ ہے۔

نسخہ خدا بخش لائبریری | اس کا ہینڈ لسٹ نمبر ۱۰۴۵ ہے۔ یہ ۳۶۷ اوراق پر اور ہر صفحہ ۲۳ سطور پر مشتمل ہے۔ خط نسخ میں ہے اور اس کی کتابت ۱۱۱۶ھ کی ہے۔ کاتب کا نام عبدالقادر بن محمد حسین ہے۔ یہ مکمل نسخہ ہے جو کتاب الطہارۃ سے شروع ہو کر کتاب الوقف پر اور پھر کتاب البیوع سے شروع ہو کر کتاب الفرائض پر ختم ہوتا ہے۔ جا بجا کرم خوردہ ہے۔ شروع میں ابواب فہرست ہے۔ اصل کتاب کے بعد خاتمہ کی عبارت ملتی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اس کا کاتب عبدالقادر بن حسین ہے جس نے ۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۱۱۶ھ میں کتابت کی۔ یہ کام اس نے حضرت خواجہ قطب الدین نور اللہ مرقدہٗ کے مکان میں انجام دیا۔ ورق ۳۶۶ب کے حاشیہ پر ایک تحریر ملتی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ مؤلف نے اصل کتاب ۱۱۰۰ھ میں مکمل کی۔ اس کی تکمیل میں سات سال کا زمانہ صرف ہوا۔ یہ تحریر خط نستعلیق میں ہے۔

(۲) یہ کتاب ۳۸۱ اوراق پر مشتمل ہے۔ ہر صفحہ میں ۱۷ سطریں ہیں۔ کتابت تقریباً بارہویں صدی کی ہے۔ خط نستعلیق ہے۔ ہینڈ لسٹ نمبر ۳۴۴۹ ہے۔ کاتب کا نام درج نہیں۔ یہ نسخہ کتاب البیوع سے شروع ہو کر کتاب الفرائض پر ختم ہوتا ہے۔ جو درحقیقت مجمع البرکات کا دوسرا حصہ ہے۔ لیکن کاتب نے غلطی سے مقدمہ کی عبارت کتاب البیوع سے قبل متصلاً اس طرح لکھ دی ہے کہ اس کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ مؤلف نے شاید صرف یہی حصہ لکھا ہو، حالانکہ حقیقت اس کے برخلاف ہے کیونکہ یہ کتاب دراصل دو حصوں میں ہے۔ پہلا حصہ کتاب الطہارۃ سے شروع ہو کر کتاب الوقف پر اور دوسرا حصہ کتاب البیوع سے شروع ہو کر کتاب الفرائض پر ختم ہوتا ہے۔

(۳) یہ نسخہ ۳۲۷ اوراق پر مشتمل ہے، ہر صفحہ میں ۱۳ سطور ہیں۔ کتابت بارہویں صدی کی ہے۔ خوبصورت خط نسخ میں ہے۔ ہینڈ لسٹ نمبر ۱۰۴۴ ہے۔

یہ نسخہ مذکورہ دونوں نسخوں کے مقابلہ میں صاف اور خوبصورت ہے۔ شروع میں فہرست ابواب ہے اس کے آخر میں خاتمہ کی ایک عبارت ہے جو طویل ہے لیکن اہم ہونے کی وجہ سے یہاں نقل کی جاتی ہے:-

تم بعون اللہ تعالی ھذا المختصر المسمی بفتاوی مجمع البرکات تالیف العبد الضعیف المحتاج الی اللہ الغنی ابوالبرکات بن حسام الدین من ولد قدوۃ العلماء والفضلاء شیخ المفتیین مولانا جمال خان قدس اللہ سرہ العزیز فی الیوم التاسع من شہر ذی الحجۃ فی سنۃ الف ومائۃ وعشر فی البلدۃ المحروسۃ دار الخلافۃ شاھجہان آباد حرسھا اللہ تعالی من کل البلیات وارجو من کرمہ عز اسمہ ان ینتفع بھذا المختصر الولدان الاعزان محمد اسمعیل ومحمد دولت وجمیع طلبۃ علم الفقہ حفظھم اللہ جل شانہ عن جمیع الشرور والآفات ووفقھم بکثرۃ الخیرات والحسنات بحرمۃ النبی سید المخلوقات آمین۔ تحریر فی التاریخ ھفتم شہر جمادی الثانی موافق ارشاد قاضی القضاۃ وحید الدین خان طول عمرہ واقبالہ بدستخط احقر العباد سید ھدایت اللہ لواطن بلدۃ شاھجہان آباد"

اس عبارت سے مندرجہ ذیل امور معلوم ہوتے ہیں:

۱) مؤلف نے اصل نسخہ ۹ ذی الحجہ ۱۱۱۰ھ میں لکھا۔

۲) اس کے کاتب سید ہدایت اللہ ہیں جو دہلی کے باشندہ تھے۔

۳) یہ نسخہ قاضی القضاۃ وحید الدین خان کی ہدایت پر ان کی زندگی میں لکھا گیا۔

مؤلف کے دو لڑکوں کا نام محمد اسمٰعیل اور محمد دولت تھا۔

تعارف کتاب مجمع البرکات فتاوی کا مجموعہ ہے جو دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ کتاب الطہارۃ سے شروع ہوکر کتاب الوقف پر اور دوسرا حصہ کتاب البیوع سے شروع ہوکر کتاب الفرائض پر ختم ہوتا ہے۔ مؤلف نے ہر کتاب کو مختلف ابواب میں اور پھر کسی باب کو مختلف فصلوں میں تقسیم کیا ہے۔ یہ مندرجہ ذیل کتاب پر مشتمل ہے:۔

کتاب الطہارۃ، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج، کتاب النکاح، کتاب الرضاع، کتاب الطلاق، کتاب العتاق، کتاب الایمان، کتاب الحدود، کتاب السرقہ، کتاب السیر، کتاب اللقیط، کتاب اللقیطہ، کتاب الابق، کتاب المفقود، کتاب الشرکۃ، کتاب الوقف، کتاب البیع، کتاب الصرف، کتاب الکفالہ، کتاب الحوالہ، کتاب القضا، کتاب الشہادۃ، کتاب الوکالۃ، کتاب الدعویٰ، کتاب الاقرار، کتاب الصلح، کتاب المضاربۃ، کتاب الودیعۃ، کتاب العاریۃ، کتاب الہبۃ، کتاب الاجارۃ، کتاب المکاتب، کتاب الولاء، کتاب الاکراہ، کتاب الحجر، کتاب الماذون، کتاب الغصب، کتاب الشفعہ، کتاب القسمۃ، کتاب المزارعۃ، کتاب المساقاۃ، کتاب الذبائح، کتاب الاضحیہ، کتاب الکراہیۃ، کتاب احیاء الموات، کتاب الاشربہ، کتاب الصید، کتاب الرہن، کتاب الجنایات، کتاب الدیات، کتاب المعاقل، کتاب الوصایا، کتاب الخنثیٰ، کتاب الفرائض۔

ماخذ کتاب جیسا کہ مؤلف نے مقدمۂ کتاب میں لکھا ہے کہ اس کتاب کی تالیف کے وقت مندرجہ ذیل فقہی کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے:

ہدایہ، کفایہ، نہایہ، فتح القدیر، فتاوی عالمگیری، کافی، خلاصہ، محیط برہانی، محیط سرخسی، شرح مختصر الوقایہ (لابی المکارم) شرح وقایہ (للبرجندی) معدن، تبیان، فتاوی سراجیہ، فتاوی ظہیریہ، خزانۃ الروایات، فتاوی قاضی خاں، فصول حمادیہ، فصول عمادیہ، سراج الوہاج، منیۃ المصلی، بحر الرائق، جوہرہ نیرہ، کنز العباد، فتاوی زاہدانیہ، غرائب، خزانۃ المفتیین[1]

[1] مجمع البرکات، ص ا۔

یہ چونکہ ایک حنفی عالم اور فقیہ کی لکھی ہوئی کتاب ہے اس لیے اس میں گرچہ مختلف ائمہ (امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل وغیرہ) کے فقہی مسالک اور ان کے اقوال پیش کیے گئے ہیں تاہم زیادہ توجہ مسلک احناف پر دی گئی ہے۔ اور اس کے صحیح، راجح اور مفتی بہ اقوال نہایت مدلل، ٹھوس اور واضح انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔

یہاں اس کتاب کی کچھ اہم خصوصیات تحریر کی جارہی ہیں جن کے مطالعے سے اس کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ ہوگا اور اس کی علمی و فقہی حیثیت متعین کرنے میں آسانی ہوگی۔

خصوصیات (۱) اس میں ہر کتاب کے تحت جتنے بنیادی مسائل بیان کیے گئے ہیں، ہر مسئلہ کی سب سے پہلے لغوی اور پھر شرعی تعریف و تحقیق کی گئی ہے۔ اس کے بعد اس کے فروعی اور متعلقہ مسائل نہایت مختصر مگر مدلل اور واضح انداز میں تحریر کیے گئے ہیں۔

اس اندازِ تحریر سے ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ ہر مسئلہ کی لفظی و معنوی حقیقت اور اس کی شرعی تعریف بیک وقت بہ آسانی سمجھ میں آجاتی ہے۔ مثال کے طور پر دیکھیے کتاب الطہارۃ کا آغاز اس طرح کرتے ہیں:

الطھارۃ لغۃ النظافۃ وشرعًا التطھیر بغسل اعضاء مخصوصۃ کذا فی المعدن (ص ۱)	طہارۃ لغوی طور پر صفائی اور شرعی طور پر مخصوص اعضاء کو دھوکر پاک کرنے کے معنی میں آتا ہے جیسا کہ معدن میں ہے۔

کتاب الصلوٰۃ کے تحت لکھتے ہیں:

الصلوٰۃ لغۃ الدعاء وشریعۃ عبارۃ عن ارکان معلومۃ وافعال مخصوصۃ۔ کذا فی المعدن۔ الفرض نوعان فرض عین وفرض کفایۃ والصلوٰۃ فرض عین ثبت فرضیتھا بالکتاب	صلوٰۃ لغوی لحاظ سے دعاء اور شرعی لحاظ سے مخصوص ارکان وافعال کا نام ہے۔ جیسا کہ معدن میں ہے فرض کی دو قسمیں ہیں۔ فرض عین اور فرض کفایہ صلوٰۃ (نماز) فرض عین ہے جس کی فرضیت قرآن، سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

والسنة واجماع الامة کذا فی الکافی (ص ۳۶)۔

(۲) مؤلف نے ہر مسئلہ کی تائید میں کسی اہم اور مستند فقہی کتاب کا حوالہ پیش کیا ہے۔ کہیں کہیں دو دو تین تین کتابوں کا حوالہ دیا ہے۔ اور پھر جس کتاب کا حوالہ دیا ہے اگر اس میں کسی دوسری کتاب کی عبارت نقل کی گئی ہے تو ناقلاً عن فلاں کرکے اس کی بھی وضاحت کردی ہے۔ اس سے مؤلف کی نہ صرف وسعت معلومات کا اندازہ ہوتا ہے بلکہ ساتھ ہی ساتھ ان کے تحقیقی انداز فکر فقہی بصیرت وگہرائی اور مضبوط طریقۂ استدلال کا پتہ چلتا ہے۔ اس کے ثبوت میں مندرجہ ذیل عبارتیں مثالاً پیش کی جاسکتی ہیں:

والمراد من الواجب ما یجوز الصلوٰة بدونه ویجب سجدة السهو بترکه ساهیا کذا فی المعدن ویجب قراءة الفاتحة وضم السورة اوما یقوم مقامه من ثلث آیات قصار او آیة طویلة فی الاولیین بعد الفاتحة کذا فی فتاوی عالمگیر ناقلا من النهر الفائق وفی جمیع رکعات النفل والوتر هکذا فی البحر الرائق۔	واجب سے مراد یہ ہے کہ اس کے بغیر نماز ہو جائے اور اس کو بھول کر ترک کرنے پر سجدۂ سہو ضروری ہو۔ جیسا کہ معدن میں ہے۔ فرض نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا اور اس کے بعد اس کی پہلی دو رکعتوں میں کوئی سورہ ملانا یا اس کے قائم مقام تین چھوٹی یا ایک بڑی آیت ملانا واجب ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں نہر فائق سے نقل کیا گیا ہے.......... وتر اور نفل کی تمام رکعتوں میں سورہ ملانا واجب ہے۔ جیسا کہ بحر الرائق میں ہے۔
اذا نسی الفاتحة فی الرکعة الاولی والثانیة وقراء بسورة ثم تذکر فانه یبدأ الفاتحة فی الکتاب ثم یقرأ السورة وهو ظاهر الروایة کذا فی المحیط البرهانی۔ (ص ۵۳)	جب مصلی پہلی یا دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا بھول جائے اور کوئی سورہ پڑھنے کے بعد اس کو یہ بات یاد آئے تو پہلے سورۂ فاتحہ اور اس کے بعد سورہ پڑھے یہی ظاہر روایت ہے جیسا کہ محیط برہانی میں ہے۔

شرائط نکاح کے ذیل میں لکھتے ہیں :

اما شرطہ فمنھا العقل والبلوغ والحریۃ فی العاقد الا ان الاول شرط الانعقاد فلا ینعقد نکاح المجنون والصبی الذی لا یعقل والاخریۃ شرط النفاذ فان نکاح الصبی العاقل یتوقف نفاذہ علی اجازۃ ولیہ کذا فی فتاوی عالمگیر ناقلا من البدائع ولا یصح النکاح مالم یسمع کل واحد من العاقد کلام صاحبہ کذا فی فتاوی قاضی خاں۔

شرائط نکاح میں سے عقل، بلوغ اور آزادی ہے۔ مگر پہلی چیز شرط انعقاد ہے اس لیے مجنون اور ناسمجھ بچہ کا نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ دوسری دو چیزیں شرط نفاذ ہیں اس لیے عاقل بچہ کا نکاح اس کے ولی کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ جیساکہ فتاوی عالمگیری میں بدائع سے نقل کیا گیا ہے۔ نکاح اس وقت تک صحیح نہیں ہوگا جب تک کہ عقد کرنے والے ایک دوسرے کا کلام نہ سُن لیں جیساکہ فتاوی قاضی خاں میں ہے۔

(ص ۱۹۶)

(۳) اختلافی مسائل میں مختلف علماء کے اقوال پیش کیے گئے ہیں اور پھر ان میں جو قول زیادہ صحیح، معتبر اور مفتی بہ ہے اس کی تصریح کر دی گئی ہے لیکن یہ قول بلا سند نہیں بلکہ ہر قول کے ساتھ کسی نہ کسی مستند فقہی کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے جس سے اس قول کی اہمیت اور قدر و قیمت کا اندازہ ہوتا ہے۔

اس کے لیے مندرجہ ذیل عبارتیں مطالعہ کی جا سکتی ہیں:

لا خلاف ان صلوۃ الخوف کانت مشروعیۃ فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اما بعدہ فعلی قول ابی حنیفۃ ومحمد لقیت مشروعیۃ وھو الصحیح کذا فی فتاوی عالمگیر ناقلا من الزاد۔

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ صلوۃ خوف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مشروع تھی ہاں آپ کے بعد مشروع ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے قول کے مطابق اس کی مشروعیت باقی ہے جیساکہ فتاوی عالمگیر

(ص ۱۱۲) میں زاد سے نقل کر کے بیان کیا گیا ہے۔

صلوٰۃ عیدین کے سلسلے میں لکھتے ہیں :۔

اعلم بان صلوٰۃ العیدین واجبۃ	جان لو کہ صلوٰۃ عیدین ایک روایت کے
فی احدی الروایتین وھو المختار	مطابق واجب ہے اور یہی پسندیدہ ہے جیسا
کذا فی الخلاصہ والاصح کذا فی	کہ خلاصہ میں ہے اور زیادہ صحیح ہے جیسا کہ
المحیط السرخسی ولیشترط للعید ما یشترط	محیط (سرخسی) میں ہے عید میں بجز خطبہ کے
للجمعۃ الا الخطبۃ کذا فی الخلاصۃ	وہی تمام چیزیں شرط ہیں جو جمعہ میں ہیں جیسا کہ
والخطبۃ فی صلوٰۃ العید یخالف	خلاصہ میں ہے۔ نماز عید کا خطبہ جمعہ کے خطبہ
الخطبۃ فی الجمعۃ من وجھین احدھما	سے دو اعتبار سے مختلف ہے۔
ان الجمعۃ لا یجوز بدون الخطبۃ	ایک یہ کہ خطبہ کے بغیر نماز جمعہ نہیں ہو سکتی جبکہ
وصلوٰۃ العید یجوز بدونھا والثانی	نماز عید اس کے بغیر ہو سکتی ہے۔ دوسرے یہ کہ
ان فی الجمعۃ یقدم الخطبۃ علی	جمعہ میں نماز سے قبل خطبہ ہے جبکہ نماز عید میں
الصلوٰۃ وفی العید تؤخر عن الصلوٰۃ	اس کے بعد جیسا کہ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے۔
کذا فی فتاویٰ قاضیخان وان خطب	اور اگر نماز سے پہلے خطبہ دے دیا تو نماز ہو جائے گی
قبل الصلوٰۃ جاز ویکرہ کذا فی المحیط	مگر مکروہ ہوگی جیسا کہ محیط (سرخسی) میں
السرخسی۔ (ص ۱۰۲)	ہے۔

روزہ کی حالت میں قے ہو جانے کے سلسلے میں تحریر کرتے ہیں :۔

وان عاد بنفسہ فسد صومہ فی	اگر قے خود بخود اندر لوٹ گئی تو امام ابو یوسف
قول ابی یوسفؒ ولا یفسد فی قول محمدؒ	کے قول کے مطابق روزہ فاسد ہو گیا اور امام
وھو الصحیح وان لم یکن ملء الفم فان	محمد کے قول کے مطابق روزہ فاسد نہیں ہوا
عاد لم یفسد صومہ فی قولھم وان	یہی صحیح ہے۔ اور اگر منہ بھر کے قے نہ ہو تو اگر

اعادہ فسد صومہ فی قول محمدؒ ولا یفسد صومہ فی قول ابی یوسفؒ والصحیح فی ھذا قول ابی یوسف۔ (ص ۱۶۴)

خود بخود اندر لوٹ گئی تو روزہ فاسد نہیں ہوا۔ اگر روزہ دار نے جان بوجھ کر لوٹایا تو امام محمدؒ کے قول کے مطابق روزہ فاسد ہو گیا، امام ابو یوسفؒ کے قول کی بنا پر روزہ فاسد نہیں ہوا۔ صحیح اس میں امام ابو یوسف کا قول ہے۔

(۴) فقہی کتابوں میں فتاویٰ عالمگیری سے خاص طور پر استفادہ کیا گیا ہے اور کثرت سے اس کے حوالے پیش کیے گئے ہیں اور پھر فتاویٰ عالمگیری میں جس کتاب کی عبارت نقل کی گئی ہے اس کا حوالہ بھی ناقلاً عن فلان کر کے دے دیا گیا ہے۔

اس سلسلے میں مذکورہ عبارتیں نمونۃً کافی ہیں تاہم دو ایک مثال اور دیکھیے۔

صلوٰۃ المریض کے بارے میں لکھتے ہیں:

اذا عجز المریض من القیام صلی قاعدا واصح الاقاویل فی تفسیر العجز ان یلحقہ بالقیام ضرر وعلیہ الفتویٰ کذا فی فتاوی عالمگیر ناقلاً عن معراج الدرایہ۔ (ص ۹۲)

مریض جب قیام کرنے سے مجبور ہو تو کھڑا ہو کر نماز پڑھے۔ عجز کی زیادہ صحیح تعریف یہ ہے کہ کھڑا ہونے پر اس کو کوئی نقصان پہنچے۔ اسی پر فتویٰ ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں معراج الدرایہ سے نقل کر کے بیان کیا گیا ہے۔

ادب القاضی کے تحت فرماتے ہیں:

الادب ھو التخلیق باخلاق الجمیلۃ والخصال الحمیدۃ فی معاشرۃ الناس ومعاملتھم کذا فی فتاوی عالمگیر۔ (ص ۳۶۴)

ادب کہتے ہیں لوگوں کی معاشرت اور معاملات میں اچھے اخلاق اور بہترین عادات سے پیش آنا۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

(۵) اس میں اختصار کے ساتھ ساتھ اسلوب بیان نہایت آسان شگفتہ اور عام فہم

اختیار کیا گیا ہے جس کی وجہ سے قاری کو عبارت فہمی میں کہیں دشواری نظر نہیں آتی۔
دیکھیے کتاب البیع کے تحت لکھتے ہیں:-

البیع وھو من الاضداد ویقع فی الغالب علی اخراج المبیع عن الملک قصداً والشراء ایضاً من الاضداد وفی الغالب یقع علی اخراج الثمن من الملک قصداً وفی الشرع ھو مبادلۃ مال بمال علی تراض کذا فی برجندی واما رکنہ فنوعان احدھما الایجاب والقبول والثانی التعاطی وھو الاخذ والاعطاء وکذا فی المحیط السرخسی والشرط فی بیع التعاطی الاعطاء من الجانبین عند شمس الائمۃ الحلوائی کذا فی الکفایہ وعلیہ اکثر المشائخ وفی البزازیۃ وھو المختار کذا فی البحر الرائق والصحیح ان قبض احدھما کاف لنص محمد رح علی بیع التعاطی یثبت بقبض احد البدلین وھذا ینتظم الثمن والمبیع۔

(ص۔ ۳۳۸)

بیع اضداد میں سے ہے۔ عام طور پر مبیع کا جان بوجھ کر قبضہ سے نکال دینے کے معنی میں آتا ہے۔ شرا بھی اضداد میں سے ہے اور عام طور پر ثمن کا قبضہ سے قصداً نکال دینے کے معنی میں مستعمل ہے۔ شریعت میں جانبین کی رضا مندی کی بنا پر ایک مال کا تبادلہ دوسرے مال کے ساتھ ہونے کے معنی میں آتا ہے جیسا کہ برجندی میں ہے۔ اس کے رکن دو ہیں۔ ایک ایجاب قبول دوسرے لین دین جیسا کہ محیط (سرخسی) میں ہے شمس الائمہ حلوائی کے نزدیک لین دین کی بیع میں شرط یہ ہے کہ جانبین سے دینا ہو جیسا کہ کفایہ میں ہے اس پر اکثر مشائخ ہیں۔ بزازیہ میں ہے یہی پسندیدہ ہے۔ جیسا کہ بحر الرائق میں ہے۔ صحیح یہ ہے کہ جانبین میں سے کسی ایک نے بھی قبضہ کر لیا تو بھی کافی ہو گیا جیسا کہ امام محمد کا بیع تعاطی کے بارہ میں نص ہے کہ بدلین میں سے کسی ایک کا قبضہ میں آجانے سے وہ درست ہو جاتا ہے۔ اور یہ ثمن اور مبیع دونوں پر محیط ہے۔